eISSN:2073-3674
pISSN:1991-7813

میرؔ و سوداؔ کا عہد اور سندھ میں اُردو غزل

(موضوعات اور رجحانات)

"The Era of Meer & Souda and Urdu Ghazal in Sindh"
(Themes & Trends)

خالد محمود رانا، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اُردو جامعہ کراچی، کراچی
Khalid Mahmood Rana Email: rkmq61@gmail.com
Scholar PhD, Dept. of Urdu, University of Karachi
ڈاکٹر تنظیم الفردوس، صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی، کراچی
Dr. Tanzeem ul Firdous Email: tfirdous@uok.edu.pk
Professor, Dept. of Urdu, University of Karachi
Received: 15-2-2022 **Accept:** 6-5-2022 **Online:** 28-6-2022

Abstract:
The sindh in past was like a country "hind & sindh" civilization of this area was very precious in history.
After invasion of Arabs, sindh suffered from different attacks of foreign invaders as well as local conspiracies.
The invaders mostly spoke Arabic and Persian which affected local languages indeed, as a law of nature. Sindhi language claims the existance from ancient era but writing style was declared by British rulers in 1843 A.D.... Simoultaneosly Arabic and Persian affected local style of poetry –bait, waii, seh hurfee, ghazal, qaseeda and masnavi.
In written history, urdu ghazal in sindh started from Mulla Abdul hakeem "Atta" Thatavi 1040A.H-1140A.H. the era of great urdu poet Meer taqi meer & mirza muhammad Rafi sauda documented a golden era of urdu poetry in subcontinent. Urdu ghazal in ghazal in sindh under review period of Meer & sauda also documented similar kind of poetry, beside Mulla abdul hakeem atta, mir hyder kamil, Meer muhammad sabir, rohal faqeer, murad faqeer zangeja, syed sabit ali shah, meer zia uddin zia, the great sofi poet sachal sarmast, muhammad yousaf nanik, qadir bakhash baidal, played a vital role in development of urdu in sindh. The trend of poetry in sindh based in spiritual preaching of love and brotherhood, protest against inhuman activities, wahdat ul wajood. We can quote the era of Meer and sauda

in sindh geared comprehensive evolution role to develop a best era of Urdu ghazal in Sindh.
Keywords: Era of Meers Souda Urdu Ghazal in Sindh (Topics & trends)

کلیدی الفاظ: میرؔ و سوداؔ کا عہد اور سندھ میں اُردو غزل، موضوعات اور رجحانات

قدیم سندھ کی جغرافیائی حدود پاکستان، افغانستان کے مشرقی حصّے، ہندوستان کے مغربی حصّے پر مشتمل تھا۔ اُس دور کے حکمرانوں کے زیرِ اثر زبان وادب کی تاریخ کس زبان میں تھی اُس سے ابھی پردہ اُٹھانا باقی ہے۔ قدیم زبان سنسکرت، ہندی، گجراتی، مرہٹی، بنگالی میں یہاں زبان وادب کے اثاثے تحقیق طلب ہیں۔ سنسکرت، ہندی کے بعد اُردو میں جو فن پارے تخلیق ہوئے اُن کے ابتدائی آثار ۱۱۲۰ھ سے شروع ہوتے ہیں جو عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی سے منسوب ہے۔ عطا اردو شاعری کے دور اوّل کے شاعروں میں تھے۔ ولی، آبرو، مضمون، ناجی، مظہر جان جاناں اور حاتم جیسے شعراء عطا کے معاصرین تھے۔ [۱]

سندھ کی ادبی تاریخ میں میر علی شیر قانعؔ کا تحقیقی کام بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی تصنیف و تالیف میں تحفۃ الکرام اور مقالات الشعراء شامل ہیں۔ مقالات الشعراء میں ایسے ۷۰۰ شعراء کا ذکر ملتا ہے جو فارسی کلام کہتے تھے لیکن اِس تصنیف میں اُن فارسی گو شعراء کی نشاندہی کی گئی جو فارسی کے ساتھ ہندوی (اُردو) میں بھی اشعار کہتے تھے۔ سندھ میں ادبی فضا محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے لے کر تالپور حکمرانی تک ہر دور میں سازگار رہی ہے۔ مسلمان فاتحین نے جب سرزمینِ دیبل پر قدم رکھا تو بہ آسانی سندھ کے علاقوں کو فتح کرتے چلے گئے اور مرکزی مقابلہ راجہ داہر سے راور کے مقام پر ہوا۔ راجہ داہر نے شکست کھائی جس کے بعد عربوں نے سرزمینِ سندھ پر مکمل قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ عربی سندھی میل جول کے ذریعے یک نئی زبان کی ابتداء کا نقیب ٹھہرا۔ [۲]

عرب حکمرانی، سمہّ دور، کلہوڑہ دور اور تالپور عہد میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، شاہ عنایت شہید، پیر محمد لکھوی، سچل سرمستؒ، روحل فقیر، مخدوم محمد معین ٹھٹھوی جیسی نابغہ روزگار شخصیتوں نے زبان وادب کی ترویج واشاعت کے لیے کام کیا۔

سندھ میں عربی، فارسی، سندھی ہندوی (ریختہ) اور اُردو زبان کے شعراء نے قابلِ ذکر کارنامے انجام دیئے۔ عربی، فارسی تخلیقات کے سندھی زبان میں تراجم نے مختلف زبانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

یہ درست ہے کہ سندھ میں ابتداء ہی سے دین سے لگاؤ اور صوفیاء سے محبت کا مزاج رہا ہے۔ ہزاروں سالہ قدیم تہذیب وتمدّن کے حامل سندھ نے مختلف ادوار دیکھے۔ عربی

فارسی سے میل جول کھاتی زبانوں نے ہندوی لہجہ اختیار کیا جسے بعد میں اُردو کا نام دیا گیا۔ بقول مولوی عبدالحق "ہندی، ہندوی یا ہندوستانی، نے عہدِ جہانگیری میں ریختہ کا نام پایا۔ (۳)

سندھ میں اصنافِ شعری میں قصیدہ گوئی یا مدح، رومانی کہانیاں، تاریخی داستانیں، رزمیہ گیت، عوامی گیت نظم، مذہبی و دعائیہ نظمیں، غزل، دوہے، کافی، سہ حرفی، گھڑولی شامل ہیں۔ سندھ میں اُردو غزل فارسی اور سندھی سے در آئی ہے۔ سندھ میں اُردو غزل کے پہلے شاعر کے طور پر مُلا عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی (۱۰۴۰ھ تا ۱۱۴۰ھ) کا نام آتا ہے۔ (۴)

اس سے قبل سندھ میں زبان کے مختلف لہجے میں بدلتے رہے ہیں۔ اِن لہجوں میں لاسی لہجہ۔ لاڑی لہجہ۔ کچھی لہجہ۔ میمنی یا کاٹھیاواڑی لہجہ۔ سرو یا سرائیکی لہجہ۔ خو جکی لہجہ۔ جدگالی لہجہ اور سواحلی کچھی لہجہ۔ وچولی لہجہ قابلِ ذکر ہیں۔ (۵)

اس مضمون میں ہمارا اصل موضوع 'سندھ میں غزل' ہے۔ اس زاویے سے جب ہم دیکھتے ہیں تو سندھ میں اُردو شاعری کے اوّلین آثار مُلا عبدالحکیم 'عطا' ٹھٹھوی کی صورت میں ملتے ہیں جن کا دور ۱۰۴۰ھ تا ۱۱۴۰ھ کا ہے۔ اِسی عرصے میں دکن / ہندوستان میں ولی دکنی (۱۰۷۶ھ تا ۱۱۱۷ھ بمطابق ۱۶۶۷ء تا ۱۷۰۷ء) میں (ریختہ / ہندوی) اُردو کی ترویج و اشاعت میں مصروف تھے۔ اسی دور میں سندھ میں مُلا عبدالحکیم "عطا" ٹھٹھوی اُردو شاعری فرمار ہے تھے۔ عطا کے والد اور بڑے بھائی عالم فاضل اور شاعر تھے۔ عطا کے شعری انداز میں دکن کا لہجہ ملتا ہے وہی لہجہ جو ولی دکنی کے ہاں پایا جاتا ہے:۔

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے (۶)

ولی دکنی

شراب شوق سے سرشار ہیں ہم
کبھی بے خود کبھی ہشیار ہیں ہم (۷)

ولی دکنی

تنگ دست و طمع گنج، و بخت سنگ
پا کج و سر درد، دل ناشاد ہے (۸)

عطا ٹھٹھوی

بہ سینہ سوختہ پھر دیکھنا نہ دُکھ دینا
ز دل شکستہ نہ پینا لہو سمجّ ای میت (۹)

عطا ٹھٹھوی

محولہ بالا اشعار میں ''عطاؔ'' اور ''ولیؔ'' کے ہاں روانی بھی ہے اور مضامین غزل میں عصری تقاضے نظر آرہے ہیں۔ دکن اور سندھ میں شعری فکروفن کا بیانیہ مماثلث رکھتا ہے۔ دکن اور سندھ میں یہ دوراُردوشاعری کی بنیادی فکر کی نمو سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے ہند کے ساتھ سندھ کی شاعری میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

ولیؔ کا دور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا ہے جبکہ مُلا عبدالحکیم عطاؔ ٹھٹھوی کے زمانے میں ٹھٹھہ کے گورنر نواب مظفر خان تھے۔ جن کی سرپرستی نے ''عطا'' کے شاعرانہ ذوق کی آبیاری کی۔(۱۰)

سندھ کے شاعر عطاؔ نے سو سال کی عمر پائی اور اپنی طویل عمری میں شاہ جہاں، اورنگ زیب عالگیر۔ بہادر شاہ ظفر، جہاں داد شاہ، فرخ سید اور محمد شاہ کا دور دیکھا۔ شکست و ریخت کا منظر اُن کی آنکھوں کے سامنے آیا۔ اُن ادوار کی بدنظمی، بدحالی اور بدامنی نے عطاؔ کی شاعری پر گہرا اثر ڈالا۔ عطاؔ کا پیغام صرف سندھ کے لیے نہیں بلکہ پورے ہندوستان کے لیے تھا۔ یہ اُن کے مشاہدات، ذاتی تاثرات کے زیرِ اثر کی شاعری تھی۔ سندھ کے پہلے شاعر عطاؔ کے کلام میں دلی جذبات و احساسات، وارداتِ قلبی، دینی عقائد، مذہبی رجحانات، صوفیانہ خیالات اور فقیرانہ فکروفن کا شعور نمایاں ہے۔ ڈاکٹر وفا راشدی کے مطابق۔ ''عطاؔ ٹھٹھوی کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب جنوبی ہند، اُردو شاعری کا مرکز تھا۔ عطاؔ کے اُردو کلام سے ثابت ہے کہ سندھ میں عموماً اور ٹھٹھہ میں خصوصاً اُردو زبان اور اُردو شعر گوئی کا آغاز ہو چکا تھا... ولیؔ، آبروؔ، مضمونؔ، ناجیؔ، مظہر جاں جاناں اور حاتم جیسے شعرائے کرام عطاؔ کے معاصرین تھے۔(۱۱)

سندھ میں اُردو شاعری کے ابتدائی نقوش شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر کے دور سے ہیں۔ یہ ادوار جنگ وجدل۔ جنگِ تخت نشینی، باہمی چپقلش سے بھرپور تھا اور بالآخر مسلمانوں کے زوال پر منتج ہوا۔ اس عہد کا اثر سندھ میں اُردو شاعری کے مضامین پر بھی ثبت ہوا۔ شاعری میں سیاسی رجحانات، ہجو اور مدح، سازشوں کے قصّے جیسے مضامین غزل کے مرکزی خیال میں شامل ہوتے رہے اور معاشرتی اور تہذیبی و لسانی ارتباط و اختلاط کے نتیجے میں سندھ میں غزل کے مضامین کو بھی وسعت ملتی چلی گئی۔

عہد، میرؔ و سوداؔ میں سیاسی وانتظامی بدنظمی اور بیرونی یورش اور اندرونی سازشیں اپنے عروج پر تھیں، اس دور میں شعراء کے کلام میں اضطرابی کیفیت نظر آتی ہے۔ افسردگی، غم و الم کا رجحان اِن کے اشعار میں جابجا ملتا ہے۔ اس دور کی اضطرابی کیفیت، افسردگی، بے یقینی

اور غم والم کو ہی سیاسی رجحانات کے طور پر لیا جاتا ہے البتہ اس دور میں اُردو غزل کے موضوعات اور مضمون آفرینی کو بہت وسعت ملی۔

اٹھارھویں صدی عیسوی میں مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا لیکن زبان وادب کے حوالے سے ارتقائی سفر تیز رفتاری سے جاری رہا۔ دہلی، لکھنو اور اورنگ آباد کے ساتھ سندھ میں ٹھٹھہ، مہالا، بھکّر، حیدرآباد و دیگر شہروں اور قصبہ جات میں بھی اُردو شاعری کی جارہی تھی۔ سندھ میں اُردو شاعری کا سفر خانقاہی اور درباری دونوں سطح پر جاری رہا۔ عہدِ میر، درد، سودا اور غالب کا دور ۱۷۲۲ء سے ۱۸۶۹ء تک کا ہے اس دور میں جہاں اُردو کے ان عظیم شعراء نے اُردو زبان کو ادب کو سنوارا، وہیں سندھ میں مُلا عبدالحکیم ٹھٹھوی (۱۰۴۰ھ تا ۱۱۴۰ھ / ۱۶۳۰ء تا ۱۷۲۷ء)، میر حیدر ابوتراب (۱۱۰۰ھ تا ۱۱۶۴ھ / ۱۶۸۹ء تا ۱۷۵۱ء)، میر محمود صابرؔ (۱۱۱۵ھ تا ۱۱۸۵ھ / ۱۷۰۳ء تا ۱۷۷۱ء)، میر حفیظ الدین "علیؔ" (۱۱۲۰ھ تا ۱۱۹۰ھ / ۱۷۰۸ء یا ۱۷۷۶ء)، روحلؔ فقیر (۱۱۳۲ھ تا ۱۱۹۴ھ / ۱۷۲۰ء تا ۱۷۸۰ء)، حضرت سچّل سرمستؒ (۱۱۵۲ھ تا ۱۲۴۲ھ / ۱۷۳۹ء تا ۱۸۲۷ء)،، مراد فقیر زنگیجہ (۱۱۶۵ھ تا ۱۲۳۵ھ / ۱۷۵۲ء تا ۱۸۱۵ء)، سید ثابت علی شاہ ثابت (۱۱۵۳ھ تا ۱۲۲۵ھ / ۱۷۴۴ء تا ۱۸۱۰ء)، میر ضیاء الدین ضیاء (۱۱۶۰ھ تا ۱۲۲۹ھ / ۱۷۴۷ء تا ۱۸۱۴ء)، فقیر غلام علی زنگیجہ (۱۱۸۰ھ تا ۱۲۵۵ھ / ۱۷۶۶ء تا ۱۸۳۹ء)، دریا خان زنگیجہ (۱۱۹۰ھ تا ۱۲۷۰ھ / ۱۷۶۶ء تا ۱۸۵۳ء)، میر مراد علی خان "علی" ۱۱۸۸۰ھ تا ۱۲۴۹ھ / ۱۷۷۴ء تا ۱۸۳۳ء)، میر غلام علی "مائل" (۱۱۸۱ھ تا ۱۲۵۱ھ / ۱۷۶۸ء تا ۱۸۳۵ء)، نواب غلام شاہ لغاری (۱۲۱۴ھ تا ۱۲۷۸ھ / ۱۷۹۹ء تا ۱۸۶۱ء)، قدر بخش "بیدل" ۱۲۳۰ھ تا ۱۲۸۹ھ / ۱۸۱۴ء تا ۱۸۷۲ء) و دیگر شامل ہیں۔

پروفیسر محمود دہلوی لکھتے ہیں کہ "اِن اوّلین شعراء نے اُردو شاعری کی جملہ اصناف کی داغ بیل ڈال دی تھی۔ دہلی میں تو اُس وقت محض فارسی کی فرماں روائی تھی اور وہاں اُردو نام کی کوئی شے ہو سکتی تو وہ ہندی دوہوں کے ساتھ مقامی محاوروں کا ایک بھونڈا سا امتزاج تھا۔ البتہ آگرہ میں صحیح خطوط پر اُردو شاعری کا آغاز ہو چکا تھا جو دہلی پہنچ کر مزید نکھر گیا۔ بہار اور سندھ میں بھی ساتھ ساتھ اُردو شاعری کا آغاز ہو چلا تھا۔ (۱۲)

ذیل میں دورِ میر و سودا میں سندھ کے منتخب اُردو شعراء کے کلام اور رجحانات کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

مُلا عبدالحکیم "عطا" ٹھٹھوی: (۱۰۴۰ھ تا ۱۱۴۰ھ / ۱۶۲۰ء تا ۱۷۲۷ء)

مُلاعبدالحکیم "عطا" ٹھٹھوی کا شمار سندھ کے اُردو کے شعراء کے نقشِ اوّلین میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۰۰ سال کی عمر پائی۔ انہوں نے ہندوستان کے چھ سلاطین کی حکومت (۱۶۲۸ء تا ۱۷۴۹ء) دیکھی۔ "دیوانِ عطاؔ" میں فارسی اور کچھ حصّہ اُردو کلام کا شامل ہے۔ عطاؔ کے کلام میں مزاحمتی شاعری کے ابتدائی نقوش ملتے ہیں:

اے مسلمانانِ وطن بیداد ہے
جور ہے، بیداد ہے، فریاد ہے
آشنا بیگانہ، یار اغیار گشت
خود حقوقِ ماہمہ برباد ہے(۱۳)

عطاؔ نے عظیم صوفی شاعر شہید شاہ عنایت کے خلاف شاعری کی اور حاکمِ وقت کی حمایت حاصل کی۔ عطاؔ کا اندازِ سخن دکنی و جنوبی ہند کے شعراء سے مماثلت رکھتا ہے۔ عطاؔ نے اُردو میں سیاسی نظمیں، قطعات اور غزلیات کہیں۔ "اُردو میں اس اصنافِ سخن پر سندھ میں سب سے پہلے جس شاعر نے طبع آزمائی کی وہ عطاؔ ٹھٹھوی ہیں، لہٰذا مُلا عبدالحکیم عطاؔ ٹھٹھوی کو سندھ میں اُردو کا پہلا شاعر کہا جا سکتا ہے۔"(۱۴)

عطاؔ خبطا کہاں خاموش رہتا
سخن گر از زباں بر گوش رہتا(۱۵)

میر حیدرالدین ابوتراب "کامل": (۱۱۰۰ھ تا ۱۱۶۴ھ / ۱۶۸۹ء تا ۱۲۵۱ء)

کامل اپنے تخلص کی طرح کامل تھے۔ امیر خانی سادات خاندان میں پیدا ہوئے طبیعت درویشانہ مائل تھی۔ گوشہ نشین رہنا پسند کرتے تھے۔ ٹھٹھہ کے حاکم نے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کیے جسے قبول نہ کیا۔ تمام عمر مجرد رہے۔ تلامذہ میں محمد پناہ رجاؔ، بہزور علی سبزواری ٹھٹھوی اور میر علی شیر قانع و دیگر شامل تھے۔ کاملؔ نے اُردو۔ سندھی اور فارسی میں سرمایہ سخن چھوڑا ہے۔ کاملؔ کا شمار سندھ کے ایہام گو شعراء میں ہوتا ہے آپ آبروؔ سے متاثر تھے:

یار جاناں کی بات جانے میں
یہ نہ جانے تو پھیر جاناں کیا(۱۶)

پیارے لڑکے ہمیں ستانا کیا
ہر گھڑی لڑ، کے روس جانا کیا(۱۷)

ایک اور شعر میں شانِ عاجزی ملاحظہ کیجیے:

دُکھ میں ہوکر دونیم آیا ہوں
بندہ مسکین یتیم آیا ہوں[۱۸]

میر محمود صابرؔ: (۱۱۱۵ھ تا ۱۱۸۵ھ/ ۱۷۰۳ء تا ۱۷۷۱ء)

سید میر محمود کا تعلق دہلی سے تھا۔ آپ کے جدِّامجد کا تعلق استر آباد، ایران رضوی سادات خاندان سے تھا[۱۹] اُس وقت ٹھٹھہ پر میاں نور محمد خدایار خان عباسی کا راج تھا۔ میر محمود صابرؔ اُس دور کے اہم اُردو شاعر تھے۔ زیارتوں سے واپسی کے بعد ٹھٹھہ میں رہائش پذیر ہوئے:

تجھ لب کے مٹھائی کی چکھتی چاشنی جس نے
شربت ایسے تریاق ہوا قند و شکر کا[۲۰]

بقول ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ''ہندوستان سے جو شاعر ٹھٹھہ میں آتے تھے ان کی زبانی صابرؔ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے اشعار سندھ سے باہر دکن تک مشہور ہو چکے تھے''[۲۱] اثاثۂ سخن میں اہم نام ''شوق افزا'' ہے۔

روحل فقیر:(۱۱۳۲ھ تا ۱۱۹۴ھ/ ۳۴۔۱۷۳۳ء تا ۱۸۰۴ء)

روحل فقیر کا اصل نام روحل خان بن شاہو خان تھا وہ بلوچ قبیلے کے زنگیجہ کے چشم و چراغ تھے۔ زنگیجہ شعراء کا سندھ میں اُردو شاعری کو پروان چڑھانے میں اہم کام ہے۔

روحل فقیر، عباسی دربار سے وابستہ رہے، اپنی صوفیانہ طبیعت اور تصوف آمیز افکار کی وجہ سے دربار سے علیحدگی اختیار کی اور اپنے مرشد کے وطن میر اں پورآن بسے۔ روحل فقیر اپنے آبائی وطن ''پدماد کے ٹیلہ'' کو چھوڑ کر ''کوٹلہ'' (نزد کوٹ ڈیجی حدود خیر پور) میں سکونت پذیر ہوئے بعد ازاں ''کنڈری'' میں رہائش اختیار کی۔[۲۲]

روحل فقیر کی شاعری توحید اور تصوف، تزکیہ نفس، نفسی اثبات اور ہمہ اوست کے نظریاتی پرچار پر مبنی ہے۔ ایک بات بہت اہم ہے ہندواُن کو کبیر داس کا دوسرا جنم مانتے ہیں جس کی بنیاداُن کے دوہے اور کافیاں ہیں۔ ڈاکٹر نبی بخش کے مطابق روحل فقیر سندھ میں پہلے شاعر ہیں جس نے ہمہ اوست کے جذبے سے متاثر ہو کر خودی کا نعرہ بلند کیا اِس سلسلے میں وہ سچلؒ کے پیش رو ہیں۔[۲۳] روحل فقیر کا نمونہ کلام:

جنم جنم کا دُکھ مٹا اور جنم جنم کو پاپ
سبھ تن پاون ہو رہیا، جب در سیو آتم آپ[۲۴]

مراد فقیر زنگیجہ:(۱۱۴۲ھ تا ۱۲۱۱ھ / ۱۷۲۹ء تا ۱۷۸۱ء)

سندھ کے دوسرے فلسفی وحدت الوجود کے پرچارک مراد فقیر زنگیجہ کا تعلق بھی بلوچ قبیلے سے ہے وہ "پدماکاٹیلہ" میں محمد حیات زنگیجہ کے گھر پیدا ہوئے۔ روحل خان ان کے داماد تھے، "پدماکاٹیلہ" سے ہجرت کر کے کوٹلہ آباد ہوئے آپ اپنی روحانی فکر اور تصوف آمیز طبیعت کی وجہ سے کلہوڑہ خاندان سے بیزار ہو کر تالپوروں کے حامی ہو گئے۔ میر سہراب خان تالپوران کی بہت عزت کرتے تھے۔ نمونہ کلام "دوھرے" دورِ ہندی:

سکھ تیرے سُر بہار ہے چتنا کرو مت کاء
جو تم پوچھو چاہ سوں سبھ دیوُں بتاء(۲۵)

سید ثابت علی شاہ "ثابت":(۱۱۵۳ھ تا ۱۲۲۵ھ / ۱۷۴۴ء تا ۱۸۱۰ء)

فارسی اور سندھی میں شاعری میں کمال حاصل کرنے والے سید ثابت علی شاہ "ثابت" ملتان میں پیدا ہوئے رنگِ تصوف سہون کے فقیر کے ہاتھوں چڑھا ٹھٹھہ میں ملازمت کی اور بعدازاں مستقل طور پر سہون منتقل ہو گئے۔ تالپور حکمران آپ پر مہربان تھے۔ آپ کا شمار سندھی زبان کے بانی مرثیہ گوشعراء میں ہوتا ہے۔ فارسی اور سندھی کے ساتھ ساتھ ثابتؔ کو اُردو سے گہرا شغف تھا۔ ذیل میں اُن کی ایک منقبت کا مسدس بطور نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

اے حق کے ولی ابنِ علی میری مدد کر
ہر وقت خفی اور جلی میری مدد کر
تجھ بابا کے حق نادِ علی میری مدد کر
سائل ہوں کھڑا تیری گلی میری مدد کر
ابنِ علی اللہ کے ولی میری مدد کر
یاحضرتِ عباس علی میری مدد کر(۲۶)

میر ضیاالدین "ضیاء":(۱۱۶۰ھ تا ۱۲۲۹ھ / ۱۷۴۷ء تا ۱۸۱۴ء)

ٹھٹھہ سندھ کے ممتاز مؤرخ میر علی شیر قانع کے خاندان کی سندھ میں اُردو شاعری کے لیے گرانقدر خدمات ہیں، میر ضیاء آپ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ اُن سے اُردو شاعری میں ایک دیوان دستیاب ہے جو سندھی ادبی بورڈ کے مکتبہ میں موجود ہے۔(۲۷) ضیاؔ

نے غزل، قصیدہ، مستزاد، ترجیع بند، مخمس اور مسدس میں طبع آزمائی کی۔ ذیل میں ان کا نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

دکھا کر رُخ کُوں اے ظالم چھپاؤ گے تو کیا ہو گا
کہانی عشق کی کہہ کر بلاؤ گے تو کیا ہو گا(۲۸)

کہو اس شوخ کو میری طرف سوں
ترا یو ناز دایم یاد ہے مجھ(۲۹)

حضرت سچل سرمستؒ:(۱۱۵۲ھ تا ۱۲۴۲ھ/۱۷۳۹ء تا ۱۱/اپریل ۱۸۲۷ء)

عبدالوہاب المعروف سچل سرمست خیرپور کے ایک شہر 'درازا' میں پیدا ہوئے آپ جدِّامجد فاتح سندھ محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ میں آئے تھے۔ آپ کا خاندان سہون میں بھی آباد رہا۔ آپ کا شمار سندھ کے عظیم صوفی اور شاعرِ ہفت زبان کے طور پر ہوتا ہے۔ غزل سی حرفی۔ بیت اور کافیاں نیز دوہے آپ کے اصنافِ سخن میں شامل ہیں۔ آپ کے کلام میں وحدت الوجود، ہمہ اوست، نفی اثبات اور فنابقا شامل ہیں جن کے ذریعے آپ نے تصوف کے مسائل اور عارفانہ رموز کو بیان کیا ہے۔ عشقِ الٰہی کی مخموری اور مدہوشی میں ڈوبے ہوئے عظیم المرتبت سچل سرمست صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک عابد وپرہیز گار شخص تھے سچل سرمست کے اُردو اندازِ سخن نے سندھ میں اُردو شاعری کو جِلا بخشی اور لوگوں نے تقلید کرتے ہوئے آپ کا انداز اپنایا۔

نمونہ کلام:

جلایا طور سینا کو تھا جس نورِ تجلّی نے
ترے کوچے میں اُس انوار کو اظہار دیکھا تھا(۳۰)

برپا ہے سب مشکل بازی، کون رے ہاتھ لگائے گا
جس نے ہاتھ لگایا اُس کو، سارا ہوش گنوائے گا(۳۱)

تیرے فراق سے میں دیوانہ بن چکا ہوں
مجھ کو ہوئی سے حاصل الفت میں جگ
ہنسائی(۳۲)

سچل سرمست کی ہمہ اوست، وحدت الوجود سے بھرپور شاعری کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی شاعری وجدانی اور الہامی ہے۔ آپ ایک وسیع النظر صوفی شاعری کے ساتھ ساتھ بھائی چارگی کی تعلیم دیتے تھے اسی وجہ سے ہندو بھی ان کے مرید ہو گئے جو بعد ازاں مسلمان ہو گئے تھے۔

فقیر غلام علی زنگیجہ: (۱۱۸۰ھ تا ۱۲۵۵ھ / ۱۷۶۶ء تا ۱۸۳۹ء)

روحل فقیر کے فرزند اور شاہو خان زنگیجہ کے چھوٹے بھائی کنڈری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار سندھ کے صوفی شعراء میں ہوتا ہے آپ کا کلام تصوف پر مبنی ہے۔ سندھی اور سرائیکی کلام میں اُردو نما الفاظ استعمال کرتے تھے ہندی (اُردو) شاعر کا نمونہ کلام:

عطر عبیر کی دھوم متی ہے، کیسر بھرت کٹوری
گگن منڈل موں دامنی چمکے، انحد کی گھنگوری[۳۳]

فقیر دریا خان زنگیجہ: (۱۱۹۰ھ تا ۱۲۷۰ھ / ۱۷۷۶ء تا ۱۸۵۳ء)

زنگیجہ خاندان کے چشم و چراغ روحل فقیر کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے پیدائش کنڈری (ضلع خیر پور۔ سندھ) کی ہے۔ زنگیجہ شعراء سندھ میں اُردو شاعری کے 'گدڑی کے لعل' قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ دریا خان کی شاعری میں دیگر اصناف کے علاوہ دوہوں، بانیوں اور شبدوں کا ذکر ملتا ہے۔ ایک 'دوہا' ملاحظہ ہو:

رام رام کے نام سوں جن کو لاگی پریت
دریا خان ایہہ سنسار موں ہاری لیوی جیت[۳۴]

میر محمد نصیر خان "جعفری": (۱۲۱۹ھ تا ۷ربیع الثانی) ۱۲۶۱ھ / ۱۸۰۴ء تا ۱۸۴۵ء)

تالپور خاندان کے آخری فرمانروا۔ ۱۴ر محرم الحرام ۱۲۱۹ھ کو حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ میر مراد علی خان تالپور کے فرزند تھے انگریزوں نے جب تالپوروں کی حکومت ختم کی تو میر محمد نصیر کو معزول کر کے ساسور اور بعد ازاں کلکتہ میں قید رکھا۔ ان کا انتقال دورانِ قید فرنگ کلکتہ میں ۷ر ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ کو ہوا۔ آپ حیدرآباد میں مدفون ہیں۔ "دیوانِ جعفری" آپ کے اُردو کلام پر مشتمل ہے۔ کلام میں اُردو نظمیں، غزلیں، مخمس اور فارسی کلام شامل ہے۔ غزل کا ایک شعر:

پڑا ہوں بستر غم پر نہیں گر پوچھنے والا
ترا دیدار چارہ ہے دلِ بیمار ہجراں کا[۳۵]

منقبت کا ایک شعر:

تم سِوا کوئی وصی احمد مختار نہیں
جانشیں نبوی دین کا سردار نہیں[۳۶]

ایک مخمس میں یوں فریاد کناں ہیں:

اِس گھڑی مشکل میری آساں کرو
درد میرے کا ابھی درماں کرو
قید سے چھڑوا مجھے شاداں کرو
بہر خالق اب مجھے خنداں کرو
کر مری مشکل کشائی یا علی[۳۷]

میر نصیر تالپوراپنے عہد کے عالم فاضل، شاعر اور متقی حکمران تھے۔۱۹برس کی عمر میں شاعری کی۔ ان کی شاعری میں حکمت اور سیاست جیسے حکیمانہ موضوعات شامل ہیں۔

محمد یوسف فقیر آگڑہ: (۱۲۰۰ھ تا۱۲۶۹ھ /۱۷۸۶ء تا ۱۸۵۳ء)

فقیر محمد یوسف کا تعلق بلوچستان کے شہر سبّی سے تھا۔ آپ حضرت سچل سرمستؒ کے مرید تھے۔ موسیقی سے گہرا لگاؤ جبکہ تصوف کی سرشاری اور مستی میں کھو کر پاؤں میں گھنگھرو باندھ کرناچتے تھے۔ آپ ''نانک شاہ یوسف'' کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کو سچل سرمست کے دربار کا ''دُرِّلا ثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت سچل سرمست فقیر محمد یوسف کو''نانک یوسف'' کے لقب کے علاوہ ''یوسف کنعانی'' کے نام سے بھی پکارا کرتے تھے[۳۸] سچل سرمست کے حکم پر آپ درنگپور میں مقیم ہوئے آج اُس قصبے / شہر کو یوسف فقیر کا گوٹھ عرف ''اگڑا'' کہا جاتا ہے۔[۳۹]

محمد یوسف کا نمونہ کلام:

تجھے دل درد رکھتے ہوں، نہ مرتے ہوں نہ جیتے ہوں
خدا کے واسطے مجھ پر، پڑا ہے شوق کا شعلہ[۴۰]

عشق امام ہمارا ہے
دو جگ پار نظارا ہے[۴۱]

محمد یوسف بھی سلسلۂ تصوف میں سچل سرمستؒ کے پیغام کے پرچارک تھے۔

قادر بخش بیدل:(۱۲۳۰ھ تا ۱۲۸۹ھ /۱۸۱۴ء تا ۱۸۷۲ء)

شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ اور حضرت سچل سر مستؒ کے افکار کے پیروکار اور پرچارک قادر بخش بیدلؔ ولد محمد حسن سندھ کے مشہور شہر روہڑی میں پیدا ہوئے آپ کئی خانقاہی سلسلوں سے وابستہ رہے جس کا نتیجہ اُن کی روحانی تربیت کی صورت میں نکلا۔ آپ پر اکثر جذب طاری ہو جاتا تھا۔ ایک بلند پایہ صوفی شاعر اور متعدد کتب کے مصنف تھے۔ آپ کا اہم کام کافیوں کو عروضی قواعد کے مطابق ڈھالنا تھا۔ سندھ میں یہ صنف مقبول ترین ہے۔ بیدلؔ کی غزلوں اور کافیوں میں عشقِ حقیقی حُسنِ تغزل کے انداز میں ملتا ہے۔ آپ کے کلام میں دل کش تشبیہات و نادر استعارات ملتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

مژگاں ترے کو جو کہ ہیں چنگل عقاب کے
ناوک کہوں کہ نوکِ سنانِ جفا کہوں (۴۲)

علامہ اقبال ضربِ کلیم میں لکھتے ہیں:

خودی کا سرِّ نہاں لا اِلٰہ اِلا اللہ
خودی ہے تیغ فشاں لا اِلٰہ الا اللہ (۴۳)

جبکہ بیدلؔ کا کلام ملاحظہ ہو:

وہی ہے قافلہ سالارِ دشتِ پیمائی
وہی ہے بانگِ جرس لا اِلٰہ اِلّاہو (۴۴)

یہ ایک حیرت انگیز انکشاف ہے کہ اقبالؔ سے ستر سال قبل سندھ کے بیدلؔ نے یہی موضوع اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔

بیدلؔ کا ایک اور رنگِ سخن:

وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
خودی کے ترک میں مخفی جو ہے وہ سب عیاں ہو گا (۴۵)

قادر بخش بیدلؔ کے دور کو بلاشبہ سندھ میں اُردو شاعری کا زریں دور کہا جا سکتا ہے۔

عہدِ میر تقی میرؔ و سوداؔ میں، اُردو شاعری نے دکن کے ابتدائی نقوش سے لے کر سوداؔ کے عہد تک اپنا ارتقائی سفر طے کیا۔ اِس عرصے میں اُردو زبان و ادب میں اصلاحات کا دور دورہ رہا۔ 'پوربی' اور 'ہریانوی لہجے سے اُردوئے معلی کا سفر ایک تازگی اور شگفتگی لیے ہوئے ہے۔

ایک شاعر یا تخلیق کار کا یہ فطری شعور ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں وہ اندازِ سخن اپنائے جو عام فہم ہو تا کہ قاری وہ بات احسن انداز میں سمجھ لے جو وہ کہنا چاہتا ہے۔ میرؔ اور سوداؔ کی

ندرت بیانی عام فہم ہے اور آسانی سے سمجھ آجاتی ہے۔ میرؔ اور سوداؔ نے اپنے اندازِ سخن سے اُردو غزل کو ایک نیا آہنگ بخشا۔ دردؔ گو کہ خالصتاً تصوف آمیز لہجے کے شاعر تھے مگر آپ نے اپنی غزلوں کو خصوصی آہنگ سے مزیّن کر کے صوتی حُسن اور سوزو گداز سے غزل کو نیا اسلوب عطا کیا۔ میر و سودا کے عہد میں سندھ میں فقیر قادر بخش بیدل کا عہد اس اعتبار سے مبارک زمانہ تھا کہ اس دور میں سندھی اور اردو نظم و نثر نے عروج پایا۔ اردو شاعری کے لیے بھی اسے زریں اور بہترین عہد کہا جاسکتا ہے۔"(۴۶)

سندھ میں اُردو غزل: موضوعات اور رجحانات

ہندوستان میں ادبی فضا نے ہندی اور فارسی کے ساتھ اُردو سے جذباتی لگاؤ کی بدولت اسے عامتہ الناس کی زبان کے طور پر قبول کر لیا دکن، دہلی اور لکھنو کی طرح ہندوستان خصوصاً سندھ میں فاتحین، تجارتی قافلوں اور حصولِ علم دینی و دنیاوی نے سندھ کے عوام کو ہندوستانی زبانوں سے میل جول کا ذریعہ بنایا۔ لہٰذا یہاں کے اُمراء اور مذہبی اکابرین نے سندھی۔ فارسی کے ساتھ ساتھ ہندوی زبان میں بھی سخت طبع آزمائی شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے اُردو زبان کو پذیرائی کا موقع ملا۔ سندھ کی شاعری کی سرپرستی اُمراء اور خانقاہی ماحول نے کی یہی وجہ ہے کہ اندازِ سخن میں تعریف و توصیف زیادہ ملتی ہے چونکہ اکثر شعراء کی وابستگی شاہی درباروں سے رہی لہٰذا مزاحمتی انداز کم ملتا ہے۔ محولہ بالا شعراء نے حُسن و عشق، سوزو گداز، تصوف، وحدت الوجود، ہمہ اوست جیسے مضامین کو فوقیت دی۔ شاہ عنایت شہید ایک ایسے اہم کردار ملتے ہیں جنہوں نے مزاحمتی انداز اپنایا لیکن ان کی شاعری سندھی میں ہے۔ سندھ کے اُردو شعراء کی زمینوں میں کلام اس بات کی نشاندہی ہے کہ اُردو صرف دکن، دہلی اور لکھنو کی زبان ہی نہ رہی تھی بلکہ وہ سندھ اور دیگر علاقوں میں پھیل کر اپنی جڑوں کو مضبوط کر رہی تھی اِس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے اُردو شعراء اُردو زبان کے ارتقائی سفر میں شریک رہے۔ یوں اُردو شاعری نے سیاسی، سماجی اور معاشرتی حلقوں میں اپنی جگہ بنالی۔

سترھویں صدی کے وسط تک ریختہ / ریختی ایک گیت کے انداز میں مستعمل تھی اُس وقت کے کلام میں تصوف آمیز مضامین شامل تھے۔ اخلاقی مضامین اور روحانی عناصر بھی اہم جُز تھے۔ یہ سفر سترہویں صدی کے آخر تک دکن اور گجرات میں ریختہ کی صورت میں بدل رہا تھا اور اُردو غزل کی روایت پڑ چکی تھی صوفیائے عظام کا اِس میں بڑا دخل یوں ہے کہ اُن کو عوام سے عام فہم زبان میں بات کرنا ہوتی تھی۔ یوں صوفیائے عظام نے فارسی کے علاوہ

ہندی (اُردو) میں دین کا پرچار عام کیا۔ ولی دکنی جب دہلی آئے تو یہاں پر ان کے اندازِ سخن کی پذیرائی ہوئی اور آبرو۔ شاکرناجی۔ معنون جیسے شعراء نے اُردو میں غزل کی روایت کو آگے بڑھایا۔ اس کا اظہار محی الدین زورؔ نے یوں کیا ہے "اس زمانے میں اگرچہ شمالی فوجوں نے دکن کو فتح کرلیا تھا، لیکن دکن کے شاعروں نے شمال کو فتح کرلیا اور اپنی زبان کا ڈنکا دہلی کے مشاعروں اور محفلوں میں اِس طرح بجوایا کہ دکن کی یہی زبان وہاں کی محفلوں کی جان بن گئی۔ (۴۷)

ولی دکنی کا ایک شعر:

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے (۴۸)

مرزا عبدالقادر بیدلؔ کا ایک شعر:

جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا، بیدلؔ کہاں ہے ہم میں (۴۹)

اس دور میں اُردو غزل حُسن و عشق، ہجر و وصال کے درمیان پھل پھول رہی تھی لیکن غزل کے مضامین میں لفظیات اور موضوعات حُسن و عشق پر مبنی رہے اور عشق مجازی کو اوّلیت حاصل رہی۔ اس دور کی شاعری کے مخطوطہ جات پر مشتمل تھی کچھ کلام ضبط تحریر میں آنے کے بعد شائع ہوا اور سفر کرتا ہوا عصرِ رواں تک پہنچا اور کثیر تعداد میں کلام عامتہ الناس تک رسائی حاصل نہیں کرسکا۔ امیر خسرو کا کلام سینہ بہ سینہ لڑکیوں بالیوں نے شادی اور تہواروں کے مواقع پر یادر کھا اور دوسخنے، کہہ مکرنیاں اور گیت ہندوی / اُردو میں اپنا مقام بناتے رہے۔ برصغیر کے طول و عرض میں صوفیائے عظام نے اپنے تبلیغی دوروں اور دینی پرچار سے ہندوی / اُردو اور فارسی آمیز کلام کو عوام اور خواص تک پہنچا دیا حالانکہ صوفیائے عظام کا مقصد شاعری کو فروغ دینا نظر نہیں آتا مگر انہوں نے دوہوں اور دیگر اصناف کے ذریعے ہندوی / اُردو کو دوام بخشا۔ اس تناظر میں سیاسی و سماجی حالات کے زیرِاثر "دکھنی دربار میں سرکاری زبان فارسی کی جگہ ہندوی / ہندی / ہندوستانی / دکھنی کے ناموں سے سرکاری اور عدالتی زبانیں ٹھہریں۔ علماء اور صوفیائے کرام نے جو بیج بویا تھا اُسے اس ماحول میں پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا اور بہت جلد اس نے ایک ادبی معیار حاصل کرلیا۔"(۵۰) ولی جب ۱۱۲۲ھ / ۱۷۰۰ء میں پہلی مرتبہ دہلی آئے تو یہاں کے عوام و خواص تک ولی کے کلام کو رسائی حاصل ہوئی اور فارسی کے ساتھ شعراء ولی کی زبان کی جانب متوجہ ہوئے اور اس زبان میں طبع

آزمائی کا آغاز ہوا۔ اس دور میں غزل گوئی کا رجحان عشقیہ مضامین کی لفظیات اور امرد پرستی سے ہوا ایہام گوئی، ردِّ ایہام گوئی سے ہوتا ہوا صاف گوئی کی جانب منتقل ہوتا چلا آیا حُسن و عشق کے ساتھ ساتھ معاشی رسم ورواج تہواری مضامین، سیاسی منظر نگاری، انقلابِ زمانہ کے نتیجے میں ظہور پذیر ہونے والے موضوعات نیز شعراء کے معاصرانہ چشمک کے مضامین غزل کا حصّہ بنتے چلے گئے اور یوں غزل کا موضوعاتی اور لفظیاتی دامن وسعت پذیر ہوتا رہا۔ اور اُردو غزل کا رواج عام ہوتا گیا۔

برصغیر میں رونما ہونے والے سیاسی واقعات نے شعر وادب پر گہرا اثر ڈالا۔ مغلیہ سلطنت کے عروج وزوال نے اور سماجی رویّے نیز دینِ اسلام کی تبلیغ شاعری میں خصوصاً غزل، مثنوی اور آشوب کے ذریعے اظہار یہ تو بنا، مگر مبالغہ آرائی پر ایک منظر نامے میں نمایاں رہی۔ یہ مبالغہ آرائی شعراء کے کلام میں استعاروں، علامتوں اور کنایات میں جلوہ فگن ہے مگر یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ اس دور میں دہلویت نے کلا سکیت کی روایت کو دوام بخشا اور اُردو غزل کو میر تقی میرؔ جیسا عظیم المرتبت شاعر عطا کیا۔ اُردو غزل میں میرؔ، دردؔ اور سوداؔ کے دور کو اُردو غزل کا زریں عہد کہا گیا ہے۔

اِس دور میں میر تقی میرؔ نے غزل کو جذبات واحساسات کی دنیا سے روشناس کروایا اور غزل کے دائرے کو وسیع کرتے ہوئے عوام تک رسائی دی، سوداؔ نے غزل کو تخلیقی آہنگ، زورِ بیان اور مضمون آفرینی سے نیا ڈھنگ بخشا۔ دردؔ نے غزل میں عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی اور تصوف کے مضامین سے غزل کے رنگ میں حقیقت کا روپ بھر دیا، غزل نے اٹھارہویں صدی میں لکھنؤ میں رنگ جمایا اور غزل میں دہلی کی صاف اور سادگی سے لکھنؤ کی تکلّف اور تصنع کی جانب سفر کرتی گئی اور مابین فرق داخلیت اور خارجیت کا قرار پایا۔

سندھ میں اُردو غزل کے رجحانات بھی برصغیر کے دیگر علاقوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ اس پورے خطے میں بیرونی حملہ آوروں کی یلغار، آپس کی چپقلش، تہذیبی، مذہبی و سماجی اقدار نے جہاں عام آدمی کو متاثر کیا وہیں ادبی تخلیقات کو بھی متاثر کیا۔ اُردو غزل میں دیگر مضامین کے ساتھ انسانیت، مذہب، جمہوریت، حقوق کی پامالی، استحصال اور جبر و تشدد جیسے مضامین اور ان کی لفظیات در آئیں۔ قیامِ پاکستان اور سقوطِ ڈھاکہ کے نتیجے میں ہونے والی ہجرتوں شاعری کے اسلوب پر گہرا اثر ڈالا، اِس میں جنم بھومی سے ہجرت اور اُس کا دُکھ، دکن سے محبت جیسے بلند آہنگ مضامین کو اہمیت حاصل ہوئی۔

سندھ میں اُردو شاعری کی روایت خود سندھی شاعری کی تحریری روایت سے زیادہ قدیم ہے۔[۵۱] اُردو کے لفظوں کی تصدیق کلیم سنائی (۴۶۴ھ تا ۵۴۵ھ / ۱۰۷۱ء تا ۱۱۵۰ء)

اور مسعود سعد سلمان(م۔۵۱۵ھ تا/ ۱۱۲۱ء) کی تصانیف میں "مارامار"اور پانی کے استعمال سے ثابت ہوتی ہے۔[۵۲] مگر اس ضمن میں مستند تحریری روایت مُلا عبدالحکیم عطاؔ ٹھٹھوی (۱۰۴۰ھ تا ۱۱۴۰ھ / ۱۶۳۰ء تا ۱۷۲۲ء) کی اُردو شاعری میں نظر آتی ہے۔[۵۳] عطاؔ کا ایک شعر:

عطاؔ اِس بھوک سوں ہم لوگ رہتا
زخوردن ساگ لونی سوک رہتا[۵۴]

عطاؔ کے اِس شعر میں قناعت اورانکساری کا رجحان ملتا ہے اِس رجحان میں مزاحمتی عنصر کے بجائے سادہ اور عامیانہ بیانیے کا اظہار ملتا ہے۔سندھ کی ابتدائی اُردو شاعری میں بھی دکن کا شعری رجحان ملتا ہے جس میں ہجو،ایہام گوئی،اندازِ بیان کی رچاوٹ،زبان کی صفائی، مضمون آفرینی،سنجیدگی،سادگی،توحید،نفی واثبات،ہمہ اوست،تصوف،عاشقی و درویشی، سرمستی وجنون،جدائی،انتظار،بے قراری،بے ہوشی،بے نیازی،ہجر اور برہ کی آگ جیسے مضامین شامل ہیں۔میر حیدرالدین کاملؔ کا رنگِ ایہام گوئی ملاحظہ ہو:

پیارے لڑکے ہمیں ستانا کیا
ہر گھڑی لڑ' کے روس جانا کیا[۵۵]

دکن اور متوازی ادوار میں شاعری کا محور دربار،خانقاہیں اور مذہبی حلقوں پر تھا۔ اکثر شعراء درباروں سے وابستہ رہے۔ان میں سے کسی ایک کی گردن اُڑادی گئی۔مثال کے طور پر شیخ ورو،جس نے ٹھٹھہ کے مفتی کی مذمت میں ہجو کہی تھی۔[۵۶] یہ دور ٹھٹھہ کے مغلیہ نواب سیف اللہ خان کا ہے۔

روحل فقیر کو سندھ کے اُردو گو شعراء میں اہمیت حاصل ہے انھوں نے روحانیت کا پیغام روساء،اُمراء،اور عوام تک اپنی ہندی/اُردو شاعری کے ذریعے پہنچایا۔ میگواڑ اور راجپوت ان کے مرید ہوئے اُن کے کلام میں توحید اور تصوف کا رجحان پایا جاتا ہے۔ مراد فقیر زنگیجہ ،سید ثابت علی شاہ اور میر ضیاء الدین کے شعری رجحانات بھی تصوف اور روحانی فکر سے مزیّن تھے۔یہی سلسلہ جب سچل سرمستؒ کے دور میں پہنچتا ہے تو سچل سائیں نے شعری رجحان میں وحدت الوجود،ہمہ اوست، نفی اثبات اور فناوبقا کے مضامین کا پرچار بلند آہنگ اور جرأت و بے باکی سے کیا اِس میں عطار کا رنگ اور منصوری نعرہ شامل ہے۔یہی وجہ ہے کہ سچل کے کلام میں مجاز کے ساتھ عشقِ حقیقی کا رنگ نمایاں ہے۔

یہ ہے طریقِ مشکل آساں نہ اُس کو سمجھو
اِس عشق میں اے یارو صد جور صد جفا ہے (۵۷)

فقیر دریاخان زنگیجہ، میر محمد نصیر خان جعفری، محمد یوسف فقیر آگڑہ سلسلۂ تصوف اور حکمران کے درباروں کے زیرِ اثر رہے لہٰذا اِن کے کلام میں کوئی خاص سیاسی رجحان نہیں ملتا، البتہ ادبی رجحانات حکیمانہ انداز میں ملتے ہیں۔ لہٰذا اِن حکیمانہ اور پند و نصائح کو ہم سیاسی رجحانات میں شمار کر سکتے ہیں۔

فقیر قادر بخش بیدؔل کے مزاج میں شاعری رچی بسی ہوئی تھی وہ فارسی، سندھی اور اُردو میں سخن گوئی کرتے تھے۔ مرکزی رجحان وحدانیت، فلسفۂ خودی اور خداشناسی پر مشتمل ہے۔ سچل سرمستؔ اور شاہ عبداللطیف بھٹائیؔ کے تتبع میں وحدت الوجود، ہمہ اوست اور فنا و بقا جیسے نازک موضوع پر بھی طبع آزمائی کی۔ ''فقیر بیدؔل کے زمانے میں سندھی اور اُردو نظم نے عروج پایا''۔ (۵۸) بیدؔل کا لہجہ دکن کے لہجے سے مماثلت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

دلِ وحدت طلب فارغ زقیدِ جسم وجاں ہوگا
کہ بیٹھک عاشقاں دائم بہ ملک لامکاں ہوگا (۵۹)

''سندھی اُردو غزل کی بنیاد ایک ہونے کی وجہ سے دونوں زبانوں کی غزل میں فارسی موضوع، تشبیہات، استعارات، محاورات، تکنیک، تضمین، زیر و اضافت، فارسی شاعری کے خیال داستانیں مثلاً شیریں فرہاد، وامق عذرا، محمود وایاز، ایرانی ماحول جس میں سبزہ زار بلند و بالا درخت، نرگس لالہ خیری، یاسمین، سنبل، نرگس، سوسن وغیرہ۔ پرندوں میں گل و بلبل، صیاد، شمع و پروانے کی محب، مے و جام، مے نوشی، پیر مغاں، محبت، شیخ، زاہد، ناصح، ایرانی شخصیات فریدوں، جمشید کاؤس وتہمتن (جن کے شاہی شان دبدبے کی حکایتیں بیان کی گئی ہیں) بالکل ایک ہی طرح سے داخل ہوئے۔ دونوں زبانوں کے شعراء نے اپنے ماحول کی مناسبت کا کوئی خیال نہیں رکھا بلکہ فرمانبردار شاگرد کی طرح سب کچھ قبول کر لیا۔ مثلاً سندھی کلاسیکل شاعری میں ہندی کی طرح مرد محبوب اور عورت عاشق رہی ہے (جیسے سوہنی مہینوال، مومل رانو، سسی پنوں، لیلیٰ چنیسر وغیرہ)۔ لیکن ایرانی شاعروں کے زیرِ اثر اُردو سندھی شاعری میں مرد عاشق اور مرد ہی معشوق لکھا جانے لگا جو فطری نہیں ہے، پھر بھی ہے۔'' (۶۰)

سندھ میں اُردو شاعری مُلا عبدالحکیم عطاؔ ٹھٹھوی کے دور سے آج تک مختلف ادوار سے گزری ہے مگر اِس کی لسانی ترقی پر کوئی منفی اثر نہیں پڑا۔ یہ پروان چڑھتی رہی۔ اس میل جول سے سندھی شاعری کے موضوعات اور رجحانات اُردو شاعری میں در آئے اور اُردو زبان

کی تراکیب و بندش سندھی شعراء کے اندازِ سخن میں سماگئی اردواور سندھی دونوں زبانوں نے ایک مستقل مزاج زبان کاثبوت دیااورایک دوسرے کے الفاظ جذب کرنے لگے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اِس وقت اُردوسندھ کی مانوس ترین زبان ہے۔ضرورت اِس امر کی ہے کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں اور اشاعتی ادارے سندھ میں اُردوغزل / شاعری اور نثر لکھنے والوں کی سرپرستی کریں تاکہ غیر مطبوعہ نگارشات اشاعت پذیر ہوکر اپنامقام حاصل کر سکیں۔اِس طرح بحیثیت پاکستانی ہم اُردوزبان وادب کوعالمی ادب کے ہم پلّہ اور مقابل کھڑا کر سکیں گے۔ عالمی سطح پر سماجی ومعاشی رجحانات تقریباً یکساں ہوتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان ہزاروں بکھرے ہوئے غیر مطبوعہ فن پاروں کوشائع کرنے کااہتمام کیاجائے تاکہ ادب کے اُفق پر باہم رجحانات کو سمجھنے کاموقع مل سکے۔اس طرح اُردوزبان وادب کایہ سفر علاقائی زبانوں کے ساتھ آب وتاب سے جاری رہ سکے۔اُردوزبان وادب کی ترویج واشاعت کے لیے موضوعات اور رجحانات کو جانااور سمجھناوقت کی اہم ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ وفاراشدی' ڈاکٹر' مہران نقش' مکتبہ اشاعت اردو' کراچی، ۱۹۸۶ء ص۔۸۰

۲۔ شررعبدالحلیم، تاریخ سندھ، سٹی بک پوائنٹ، کراچی ۲۰۰۴ص ۱۲۷

۳۔ عبدالحق مولوی، اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کاکام۔ انجمن ترقی اردو ہند، اردو گھر نئی دہلی انڈیا۔ ۱۹۸۸ء ص۔۳۳

۴۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر' سندھ میں اردو شاعری' محکمہ ثقافت حکومت سندھ، کراچی ۲۰۱۲ بارسوم ص۱۵

۵۔ مظہر جمیل سید، آج کے سندھ کی لسانی صورتِ حال، مشمولہ ''پاکستان میں اردو'' مرتبین: پروفیسر فتح محمد ملک، سید سرداراحمد پیرزادہ، تجمل شاہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، ۲۰۰۶' ص:۱۴۲

۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو جلد اول مجلس ترقی ادب لاہور بار ہفتم۔ ستمبر ۲۰۰۸ص ۵۴۲

۷۔ ایضاً، ص ۵۴۲

۸۔ وفاراشدی، ڈاکٹر مہران نقش اشعار مشمولہ سندھ میں اردو کاپہلا شاعر عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی۔ مکتبہ اشاعت اردو، کراچی ۱۹۸۶۔ ص ۶۷

۹۔ ایضاً، ص۷۷

۱۰۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر' سندھ میں اردو شاعری' محکمہ ثقافت حکومت سندھ، کراچی ۲۰۱۲ بار سوم ص۱۵

۱۱۔ وفاراشدی، ڈاکٹر مہران نقش اشعار مشمولہ سندھ میں اردو کا پہلا شاعر عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی۔ مکتبہ اشاعت اردو کراچی ۱۹۸۶۔ ص۸۵

۱۲۔ محمود بریلوی، پروفیسر، مختصر تاریخ ادب اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ ۱۹۸۵۔ ص۵۳

۱۳۔ وفاراشدی، ڈاکٹر مہران نقش اشعار مشمولہ سندھ میں اردو کا پہلا شاعر عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی۔ مکتبہ اشاعت اردو، کراچی ۱۹۸۶۔ ص۷۶

۱۴۔ ایضاً، ص۸۱

۱۵۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر' سندھ میں اردو شاعری' محکمہ ثقافت حکومت سندھ کراچی ۲۰۱۲ بار سوم ص۱۷

۱۶۔ وفاراشدی، ڈاکٹر مہران نقش اشعار مشمولہ سندھ میں اردو کا پہلا شاعر عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی۔ مکتبہ اشاعت اردو، کراچی ۱۹۸۶۔ ص۸۶

۱۷۔ ایضاً، ص۸۶

۱۸۔ ایضاً، ص۸۷

۱۹۔ صابر میر محمود، دیوان شوق افزا۔ تحقیق و مقدمہ نبی بخش بلوچ ڈاکٹر اردو سائنس بورڈ، لاہور جون ۱۹۸۴۔ ص۱۱

۲۰۔ ایضاً، ص۱۹۳

۲۱۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر' سندھ میں اردو شاعری' محکمہ ثقافت حکومت سندھ کراچی ۲۰۱۲ بار سوم ص۲۶

۲۲۔ ایضاً، ص ۴۲

۲۳۔ ایضاً، ص ۴۳

۲۴۔ ایضاً، ص ۴۴

۲۵۔ ایضاً، ص۴۸

۲۶۔ ایضاً، ص۵۵

۲۷۔ ایضاً، ص۵۸

۲۸۔ ایضاً، ص ر ر

۲۹۔ ایضاً، ص۵۹

۳۰۔ ایضاً، ص۶۷

۳۱۔ ایضاً، ص۶۹

۳۲۔ ایضاً،ص۷۲

۳۳۔ ایضاً،ص۸۹

۳۴۔ ایضاً،ص۹۰

۳۵۔ ایضاً،ص۹۹

۳۶۔ ایضاً،ص۹۹

۳۷۔ ایضاً،ص۹۹۔۱۰۰

۳۸۔ لاشاری رشید احمد، سچل سر مست محکمہ ثقافت حکومت سندھ، کراچی ۲۰۱۳ باردوم ص۶۰

۳۹۔ ایضاً،ص۶۳

۴۰۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر' سندھ میں اردو شاعری' محکمہ ثقافت حکومت، سندھ کراچی ۲۰۱۲ بارسوم ص۱۰۷

۴۱۔ ایضاً،ص۱۰۷

۴۲۔ ایضاً،ص۱۳۴

۴۳۔ وفاراشدی، ڈاکٹر مہران نقش اشعار مشمولہ سندھ میں اردو کا پہلا شاعر عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی۔ مکتبہ اشاعت اردو کراچی ۱۹۸۶۔ ص۱۰۷

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ ایضاً،ص۱۰۳

۴۶۔ وفاراشدی' ڈاکٹر' مہران نقش' مکتبہ اشاعت اردو' کراچی، ۱۹۸۶ء ص۱۰۲

۴۷۔ زور محی الدین قادری، دکنی ادب کی تاریخ، ایجوکیشنل بک ہاؤس علیگڑھ، ہندوستان ۲۰۰۰، ص:۱۳۱

۴۸۔ جالبی جمیل، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو جلد اول، مجلس ترقی ادب لاہور بار ہفتم ۲۰۰۸، ص:۵۸۲

۴۹۔ چاند پوری، قائم، مخزن نکات مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر اقتدا حسین، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۶ء ص۲۴

۵۰۔ ابواللیث صدیقی' ڈاکٹر۔ تاریخ زبان و ادب اردو، رہبر پبلشرز کاچی۱۹۹۸، ص۱۷۰۔۱۷۱

۵۱۔ جالبی جمیل، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو جلد اول مجلس ترقی ادب،لاہور بار ہفتم ۲۰۰۸، ص: ۶۸۰

۵۲۔ ایضاً،ص ۶۷۶

۵۳۔ ایضاً،ص ۶۸۱

۵۴۔ ایضاً،ص ۶۸۵

۵۵۔ ایضاً،ص ۶۸۶

۵۶۔ ایضاً، ص ۶۸۵

۵۷۔ راشدی وفا، ڈاکٹر مہران نقش۔ مکتبہ اشاعت اردو، کراچی ۱۹۸۶۔ ص:۱۰۱

۵۸۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۰۳

۶۰۔ پروفیسر فتح محمد ملک، سید سردار احمد پیرزادہ۔ پاکستان میں اردو پہلی جلد سندھ مشمولہ اردو سندھی غزل ... ارتقاء و مماثلت از ڈاکٹر محمد یوسف خشک، مقتدرہ قومی زبان ۲۰۰۶: ص: ۱۳۷۔۱۳۸